© rasailojaraid.com

طلب علم کے آداب

محمد ساجد میمن

برصغیر پاک وہند کے دینی مدارس کی روایت کے مطابق ہر سال ماہِ شعبان میں تعلیمی سال کا اختتام ہوتا ہے اور ماہِ شوال سے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ اس نئے تعلیمی سال کے موقع پر بہت سارے نئے طلبہ دینی اداروں کا رُخ کرتے ہیں اور علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول ہوتے ہیں اور کئی سارے ایسے طلبہ ہوتے ہیں جو اپنے سابقہ دینی تعلیم کے سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اگلے درجہ میں قدم رکھتے ہیں۔ ایسے موقع پر اکابر علماء کی طرف سے طلبہ کو نصیحتیں اور طلب علم میں کامیابی کے لیے آداب بتائے جاتے ہیں، ذیل میں اکابر علماء کے بیان کردہ چند بنیادی آداب پیش ہیں۔

(۱) اخلاص نیت:...... سب سے پہلی اور بنیادی چیز نیت ہے کہ اس علم کو پڑھنے اور حاصل کرنے سے کیا نیت ہے۔ بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے: إنما الأعمال بالنيات و إنمالكل امرء ما نوى یعنی "تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی نیت اس نے کی"۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ہر عمل میں نیت محض اللہ کی رضا ہونی چاہیے، علم تو پھر راس الاعمال ہے اس میں تو بطریق اولیٰ طالب علم کی نیت، اللہ کی رضا و معرفت اور اپنے ظاہر و باطن کو علم کی دولت سے آراستہ و پیراستہ کرنے کی ہونی چاہیے۔ اگر نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے مخلوق کی رضا اور ریاکاری ہو تو ایسا علم بجائے ثواب کے باعث عذاب بن جائے گا۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے تھے:

> "تم شروع سال ہی سے اپنی نیت کو درست کرلو، اپنی نیت یہ رکھو کہ ہم جو کچھ پڑھ لکھ رہے ہیں اس سے مقصود رضائے خداوندی حاصل کرنا ہے، اگر اس مقصد کو سامنے رکھ کر تم نے تعلیم کی ابتدا کی تو ان شاءاللہ تم کو پڑھنے کا پورا پورا ثواب ملے گا، اگر خدانخواستہ یہ علم پڑھنے سے کوئی اور ارادہ ہے، مثلاً: یہ کہ لوگ عزت کریں، تمہیں مفتی صاحب کہیں اور تمہارے بالوں اور قدموں کو بوسہ دیں، اگر یہ نیت ہے تو فوراً توبہ کرو اور اپنی نیت کو فوراً صحیح کرو"۔ (مجالس مفتی اعظمؒ، ص:۶۲۸)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث میں بھی ایسے طالب علم کے بارے میں سخت وعید آئی ہے جس کا مقصد علم حاصل کرنے سے ریاکاری، جاہلوں سے بحث ومباحثہ اور دنیا کمانا ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من تعلم علما ممایبتغی به وجه الله لایتعلمه إلا لیصیب به عرض الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامة یعنی ریحها''. (مشکوۃ:۱/۳۵)

یعنی ''جس نے وہ علم جس کے ذریعہ اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے دنیا کمانے کے لئے سیکھا تو ایسا شخص قیامت کے روز جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا''

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک مرتبہ طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں اپنی اسی (۸۰) سالہ زندگی کا نچوڑ اور حاصل آپ کو بتلاتا ہوں اس کو توجہ سے سنو! یہ خلاصہ ساری دنیا دیکھ کر اور دنیاداروں اور دین داروں کا تجزیہ کرکے اور زندگی کے تمام اتار چڑھاؤ دیکھ کر بیان کر رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ آپ جس کام میں لگے ہیں (یعنی تعلیم وتعلم) اگر یہ خلوص کے ساتھ محض حق تعالیٰ شانہ کی رضا کے لیے ہے تب تو یہ ایسا عظیم الشان کام ہے کہ دنیا کا کوئی کام اس کے برابر نہیں، یہ سب سے بہتر اور افضل ہے اور اگر خدانخواستہ مقصود اس سے رضائے الٰہی نہیں، دنیا کمانا پیش نظر ہے، جیسا کہ آج کل یہ کام صرف ایک پیشہ بن کر رہ گیا ہے تو میرے عزیزو، پھر دنیا میں اس سے بدتر کوئی کام نہیں (العیاذ باللہ)''۔

(مجالس مفتی اعظمؒ، ص:۶۳۳)

اس لئے ضروری ہے کہ علم حاصل کرنے میں نیت خالص اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔

(۲) عمل: ......جو کچھ پڑھے اس پر فوری عمل کا اہتمام کرے، علم پر عمل کرنے سے وہ محفوظ اور پختہ ہو جاتا ہے۔ حضرت وکیعؒ کا ارشاد ہے: إذا أردت أن تحفظ الحدیث فاعمل به ''جب تو کوئی حدیث یاد کرنا چاہتا ہو تو اس پر عمل کر''۔ امام احمد بن حنبلؒ اپنے معمول کے بارے میں کہتے ہیں: ماکتبت حدیثا إلا وقد عملتُ به ''میں جو حدیث بھی لکھتا اس پر عمل کرتا تھا''۔ حضرت ابوالدرداءؓ کا ارشاد ہے: ''نہ جاننے والے کے لئے ایک دفعہ ہلاکت وافسوس ہے اور جو علم پر عمل نہیں کرتا اس پر سات بار ہلاکت وافسوس ہے''۔ ایک اور مقولہ ہے: ''مجھے قیامت میں اس سوال کا خوف نہیں کہ تو نے کیا سیکھا تھا؟ بلکہ اس کا خطرہ ہے کہ جو سیکھا تھا اس پر کیا عمل کیا تھا''۔ (تنبیہ الغافلین ص ۵۲۰)

ایک بزرگ فرماتے تھے:

''ایک زمانہ میں طالب علم کا پورا نام ''طالب العلم والعمل'' ہوا کرتا تھا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اختصار آگیا اور ''طالب العلم'' رہ گیا، لیکن عمل پر بھی باقی تھا۔ مزید کچھ عرصہ گزرنے کے بعد عمل بھی ختم ہوگیا اور مسمّیٰ بااسم بن گیا، یعنی طالب علم صرف علم کا طالب رہ گیا، عمل کی طرف توجہ ہی نہ رہی''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لہٰذا طالب علم ساتھیوں سے گذارش ہے کہ جو کچھ پڑھیں اس پر عمل کا اہتمام بھی کریں، یہی ان کی کامیابی ہے۔

(۳) ادب:......ادب کا دائرہ بہت وسیع ہے، زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں ادب و آداب کے تقاضوں کی رعایت ایک مسلمہ اصول اور اخلاقی ضابطہ کی حیثیت نہ رکھتی ہو۔اسلامی علوم وفنون میں کامیابی کی بنیاد ہی ادب کے قرینوں کی رعایت رکھنے میں ہے۔مشہور مقولہ ہے:"با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب"۔اپنے اکابر کی زندگیوں کا جائزہ لیجیے تو یہ حقیقت منکشف ہوگی کہ ان کو جو بلند رتبہ ومقام ملا اور علم وفضل کے تمام شعبوں میں ان کو جو فوقیت ملی اس کا بنیادی سبب ادب واحترام کا بے پناہ جذبہ تھا۔یہ حضرات اپنے اساتذہ کا، درس گاہ کا، آلات علم (کتابوں، قلم، کاپیوں وغیرہ) کا خوب ادب واحترام کرتے تھے۔حضرت عمرؓ کا فرمان ہے: تواضعوا ممن تعلمون منه یعنی"جس سے علم حاصل کرو اس کے سامنے تواضع اختیار کرو"۔حضرت علیؓ کا ارشاد مبارک ہے:"جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا تو میں اس کا غلام ہوں، چاہے فروخت کردے، چاہے آزاد کرے اور چاہے تو اپنا غلام بنائے رکھے"۔

تعليم المتعلم میں استاذ کے ادب سے متعلق چند اشعار منقول ہیں:

رأيت أحق الحق حق المعلم وأوجبه حفظاً على كل مسلم

لقد حق أن يهدي إليه كرامةً لتعليم حرف واحد ألف درهم

یعنی"سب سے زیادہ ضروری اور واجب الاداء حق ایک مسلمان پر استاذ کا حق ہے اور یہ حق اس قدر ہے کہ استاذ کو ایک حرف سکھانے پر ایک ہزار درہم بطور ہدیہ دیے جائیں"۔

کتابوں کا ادب واحترام کرے اور کتابوں کو حتی الامکان بے وضو نہ چھوئے۔شمس الائمہ حلوانیؒ خود اپنے بارے میں فرماتے تھے کہ"یہ جتنا علم میرے پاس ہے میں نے تعظیم سے حاصل کیا ہے، میں نے ایک کاغذ بھی بغیر طہارت کے نہیں چھوا"۔امام شمس الائمہ سرخسیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ رات میں آپ تکرار ومطالعہ کیا کرتے تھے، ایک رات آپ کا پیٹ جاری ہوگیا جس کی بنا پر بار بار بیت الخلاء جانے کی حاجت ہوتی تھی، چنانچہ اس رات ستر مرتبہ آپ نے وضو کیا۔کیوں کہ آپ کی عادت تھی کہ بلا وضو تکرار ومطالعہ نہیں کرتے تھے۔

کتابوں کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ ان کی طرف پاؤں نہ پھیلائے، نیز کتابوں کو رکھنے میں بھی فرق مراتب کا لحاظ رکھے۔علوم عالیہ کی کتابوں کو اوپر اور علوم آلیہ کی کتب کو ان کے نیچے رکھے، اسی طرح کتابوں کے اوپر بھی کوئی چیز نہ رکھے۔تعلیم المتعلم میں صاحب ہدایہ کے حوالے سے منقول ہے کہ وہ ایک فقیہ کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے اپنے استاذ کے سامنے کتاب کے اوپر دوات رکھ دی تو استاذ نے ان سے فرمایا:"تم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے"۔

(۴) دوسروں کو اپنے علم سے نفع پہنچانا:......طالب علم کو چاہیے کہ وہ آپس میں تکرار کریں اور جس ساتھی کو جو سبق سمجھ نہ آیا ہو اس کو وہ سبق سمجھا دیں۔بعض طلبہ میں یہ عادت پائی جاتی ہے کہ کوئی ساتھی اگر کچھ پوچھ لے تو وہ اسے بتلانے سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صاف انکار کردیتے ہیں یا صحیح نہیں بتلاتے، یہ بہت ہی قبیح عادت ہے۔ قرآن کریم میں اہل کتاب کی اسی عادت شنیعہ کا ذکر ہے: ﴿ یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون ﴾ یعنی ”اے اہل کتاب! تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں خلط ملط کرتے ہو اور تم حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو“۔

قاضی خلیل احمد سرخسی فرماتے ہیں:

ذاكر الناس بالعلوم لتحيا — لا تكن من أولي النهى ببعيد

إن كتمت العلوم أنسيت حتى — لا ترى غير جاهل و بليد

ثم ألجمت في القيامة نارًا — و تلهبت في العذاب الشديد

یعنی ”لوگوں سے علمی مذاکرہ کرتے رہو تا کہ علم باقی رہے، عقل مندوں سے دوری مت اختیار کرو۔ اگر علم کو چھپایا تو بھلا دیے جاؤ گے یہاں تک جاہل اور بے وقوف کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پھر قیامت میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی اور سخت عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے“۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: ”من بخل بالعلم قد ابتلي بثلاث :إما أن تموت فيذهب علم أوينسى أويتبع السلطان “یعنی ”جس نے علم کے ساتھ بخل کیا وہ تین امور میں سے کسی نہ کسی امر میں مبتلا کر دیا جائے گا: یا تو وہ مر جائے گا اس طرح ان کا علم ختم ہو جائے گا یا بھول جائے گا یا بادشاہ کی چاپلوسی کرے گا“۔

(۵) اخلاق حمیدہ کو اختیار کرنا:...... اپنے ہم مکتب ساتھیوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا، ساتھیوں کی عزت کرنا، ساتھیوں کے لئے جذبۂ ایثار رکھنا ایسی چیزیں ہیں جو آدمی کو باوقار بناتی ہیں اور یہ حسن خلق کا مظاہرہ صرف ساتھیوں تک محدود نہیں ہونا چاہئے بلکہ مدرسہ کے عملہ اور مدرسہ کے باہر اپنے ملنے والے غیر ملنے والے سب کے ساتھ ہونا چاہئے۔

(۶) اخلاق رذیلہ سے اجتناب:...... تکبر، حسد اور کینہ آدمی کے اعمال صالحہ کے لئے دیمک کا کام کرتے ہیں، فحش گوئی، چغل خوری اور جھوٹ آدمی کے وقار کو تباہ اور شخصیت کو مجروح کرتے ہیں اور آخرت کا عذاب اور پکڑ اس کے علاوہ ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ”ہم جو کچھ بولتے ہیں کیا اس پر بھی مواخذہ ہوگا؟“ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ثكلتك أمك يا معاذ، وهل يكب الناس في النار على مناخر هم إلا حصائد ألسنتهم (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم) یعنی ”اے معاذ! تیری ماں تجھ پر روئے لوگوں کو ناک کے بل آگ میں ان کی زبان ہی کی کھیتیوں کی وجہ سے ڈالا جائے گا“۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام آداب کی رعایت رکھ کر علوم دینیہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

© rasailojaraid.com